احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون نمبر: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ — ہفتہ: ۲۲ رجب ۱۴۱۳ھ، ۱۶ صلح ۱۳۷۲ ہش، ۱۶ جنوری ۱۹۹۳ء — نمبر ۱۳

جھوٹ کی پناہ ہرگز نہیں لینی

اللہ والا بننے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ کی ان جھاڑیوں کا قلع قمع کیا جائے اور ہر قدم پر یہ فیصلے کئے جائیں کہ اگر مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو تو مَیں نے جھوٹ کی پناہ ہرگز نہیں لینی اور اس فیصلہ کے بعد جرم کی سزا قبول کرنے کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کر لینا ہے۔ ایسی صورت میں بسا اوقات اللہ تعالیٰ (معاف) فرماتا ہے۔ اور ایسا شخص ابتلا میں ڈالا ہی نہیں جاتا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"سلسلہ خطوط کے دیکھنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ کس قدر لوگوں کے خط ہر روز بیعت کے واسطے آتے ہیں اور یوں بھی کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا کہ دس بیس آدمی بیعت نہ کرتے ہوں۔ اب اس طرح سے بیعت کے رجسٹروں کی تعداد میں تو روز افزوں ترقی ہے مگر یہ رجسٹر (یعنی باقاعدہ چندہ دہندگان کا) اپنی اسی حالت پر ہے۔ اس میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوتی۔ اصل وجہ یہی ہے کہ لوگ بذریعہ خطوط بیعت کرتے ہیں یا اس جگہ آکر بیعت کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ان کو ضروریاتِ سلسلہ سے مطلع کرنے کا کوئی کافی ذریعہ نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مولوی فتح دین صاحب بھی اس کام کے واسطے موزوں ہیں آدمی مخلص دیانتدار ہیں اور یوں ان کی کلام بھی مؤثر ہے۔ ان کی پنجابی نظم جو اس ملک کی مادری زبان ہے اور جسے لوگ خوب سمجھتے ہیں وہ بھی اچھی مؤثر ہے۔"

ملفوظات جلد پنجم ص۱۷۴

درخواستِ دعا

مکرم میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان مطلع فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ محترمہ بشارت النساء بیگم صاحبہ کو مؤرخہ ۱۰ جنوری کو بیہوشی کی حالت میں فضلِ عمر ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ ۱۲ جنوری ۹۳ء کو ہوش میں آئی ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ موصوفہ کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

○ محترمہ لیڈی ڈاکٹر امۃ الحمید بیگم صاحبہ بنت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی گذشتہ دو ماہ سے بیمار ہیں۔ ڈاکٹری تشخیص کے مطابق معدہ و جگر کام نہیں کر رہے۔ نیا خون بھی نہیں بن رہا۔ کینیڈا سے واپسی پر تو حالت بہت بگڑ چکی ہے۔ آج کل راولپنڈی میں جنرل ظہیر صاحب کے زیرِ علاج ہیں۔ لیکن صحت میں افاقہ نہیں ہے۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال

○ محترمہ غلام صغریٰ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری فضل احمد باجوہ صاحب سابق امیر ضلع رحیم یار خان بعمر ۸۵ سال مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو ربوہ میں انتقال فرما گئیں۔ آپ موصیہ تھیں ۱۱ جنوری کو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے بعد عصر بیت المبارک کے مشرقی جانب میں جنازہ پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد آپ نے ہی دعا کروائی۔

○ مکرم لطیف احمد شاہد صاحب ناظم تشخیص جائیداد تحریر فرماتے ہیں کہ:

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال مورخہ ۲۱ دسمبر ۹۲ء کو مانٹریال کینیڈا میں اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ آپ موصیہ تھیں مورخہ ۲ جنوری ۹۳ء کو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ بیت المبارک میں بعد ظہر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا اور تدفین کے بعد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیلِ اعلیٰ نے قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں

چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

چندوں میں برکت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دراصل یہ چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں۔ اموال کے کم اور زیادہ ہونے کی بحث نہیں ہے۔ اگر اموال کی بات کریں تو ہماری ساری دنیا کا تحریک جدید کا جو چندہ ہے وہ آجکل کے بڑے بڑے امیروں کی دولت کے مقابل پر ایک قطرے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اتنے بڑے بڑے واحد امراء دنیا میں موجود ہیں جن کی دولت جماعت احمدیہ کی مجموعی دولت سے لگ بھگ ہو گی۔ اس لئے جب میں چندوں میں برکت کی بات کرتا ہوں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہمارے پاس غیر معمولی طور پر دولت اکٹھی ہو گئی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاص میں بہت برکت دی۔ جماعت قلیل تعداد ہونے کے باوجود۔ غریب ہونے کے باوجود۔ مالی قربانیوں میں آگے بڑھتے گئی ہے اور تھک کر پیچھے نہیں ہٹی اور ۵۶ سال کا عرصہ ہو گیا ہے (یہ ۱۹۹۰ء کا خطبہ ہے) اس تحریک کو بجائے اس کے کہ اس عرصے میں جب دو تین نسلیں آچکی ہیں لوگ تھک جاتے اور سمجھتے کہ بہت ہو گئی۔ کافی دیر ہو گئی۔ اب آہستہ آہستہ اس تحریک کو ختم ہونا چاہیئے کہ ہم اتنا لمبا عرصہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے برعکس صورت ہے اور سینکڑوں ایسے افراد ہیں جنہوں نے کھوج لگا کر اپنے آباؤ اجداد کے بند کھاتے دوبارہ جاری کئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ خود قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ (وفات یافتہ) والدین یا دیگر بزرگوں کا جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ وہ یہ چندہ دیا کرتے تھے اور اب ان کا کھاتہ بند ہے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں تو پھر وہ ان کی طرف سے وہ چندے جاری کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ میرا کوئی بزرگ ایسا نہیں جس کا چندہ ہو۔ مجھے معلوم ہو۔ لیکن میری بھی خواہش ہے۔ اس لئے میری طرف سے کسی اور (وفات یافتہ) بزرگ کا کھاتہ جاری کر دیں۔ اور اس کی طرف سے میں ادائیگی کرتا رہوں گا۔

اسی طرح اخلاص کے اور بہت سے ایسے نمونے آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے۔ اور پہلی نسلوں کی نیکیوں کا جھنڈا موجودہ نسلوں نے نہ صرف اٹھایا ہے بلکہ بلند تر کرتی چلی جا رہی ہیں۔

(از خطبہ فرمودہ ۲ نومبر ۱۹۹۰ء)

عطیۂ خون خدمت بھی ہے عبادت بھی

(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق - ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ر صلح ۱۳۷۲ ہش — ۱۶ر جنوری ۱۹۹۳ء

سیاستدانوں کی اہمیت

سیاستدان عوام الناس کے نمائندے ہوتے ہیں۔ سیاست کاروبار حکومت سے تعلق رکھتی ہے اور کاروبار حکومت ملک کے تمام باشندوں سے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سیاستدان عوام الناس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انتخابات کا موقع آتا ہے تو وہ عوام الناس کے پاس جاتے ہیں کہ انہیں منتخب کر کے حکومت میں لایا جائے اور ان کے منشور میں دیگر امور کے علاوہ یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ وہ کس کس طرح عوام الناس کی خدمت کریں گے وہ یہ نہیں کہتے کہ یہ صرف ان کی خدمت کریں گے جو ہمیں ووٹ دیں گے بلکہ وہ تمام عوام الناس کی خدمت کا وعدہ کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دراصل سیاستدان ہے ہی وہ جو انتخاب کے بعد یہ بھول جائے کہ کس نے اسے ووٹ دیا ہے وہ چونکہ ایک علاقے کی طرف سے منتخب ہوتا ہے اس لئے وہ سارے علاقے کی خدمت کرے۔ گویا کہ وہ "اپنوں" کی بھی خدمت کرتا ہے اور "غیروں" کی بھی۔ حقیقت میں وہ سارے کے سارے اس کے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ صحیح معنوں میں سیاستدان ہے اور سیاست کے میدان میں رہنا چاہتا ہے تو وہ انکی طرف زیادہ توجہ دیگا جنہوں نے اسے ووٹ نہیں دئیے تاکہ اگلی دفعہ۔ جب پھر انتخابات ہوں۔ تو وہ پہلے سے بھی زیادہ اکثریت کے ساتھ ووٹ حاصل کر سکے۔

ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ کوئی شخص سیاست میں دلچسپی لے یا نہ لے۔ ملکی امور سے تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو قوانین بنتے ہیں۔ جس طرح انکو نافذ کیا جاتا ہے ان میں وہ بھی متاثرین میں شامل ہوتا ہے۔ اسی بات کو سوچتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ سیاستدان سب کے لئے اہم ہوتے ہیں۔ وہ سب کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ سب میں دلچسپی لیتے ہیں۔ مثبت ہو یا منفی۔ دلچسپی ضرور لیتے ہیں اچھے سیاستدان سب میں مثبت دلچسپی لیتے ہیں اور یہی بات عوام الناس کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ بھی ان میں دلچسپی لیں۔ انہیں اپنی ضروریات بتائیں۔ انہیں مفید مشوروں سے محروم نہ رکھیں۔ جن تبدیلیوں کے عوام الناس خواہشمند ہیں ان سے انہیں آگاہ کریں اور اس طرح بلاواسطہ ہی سہی ملک کی باگ ڈور عوام الناس کے ہاتھ میں رہے۔

حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گذشتہ روز فرمایا کہ دنیا کے سیاستدان ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ انکو اس وقت سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں تو ساری دنیا سے فساد اٹھ سکتے ہیں ہر خطہ میں امن و امان ہو سکتا ہے اور تمام لوگ سکون اور چین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارے لئے سیاستدان واقعی بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

تاریخ پیشیوں کی نہیں اختیار میں
کچھ کچھ مزاحمت ہے مرے کاروبار میں
اس ابتلا میں بھی ہیں دل و جان مطمئن
میں جانتا ہوں فرق ہے کیا نور و نار میں
ابوالاقبال

O

نہ کوک کوئلیا کو کو تو آگ لگا اس ساون کو
من میرا بیکل بیکل ہے، نیناں ڈھونڈیں من بھاون کو
جب تک بھادوں کی جھڑی رہی ئیں بیچ جھروکے کھڑی رہی
برکھا بھی جھر جھر برسے ہے مجھ برہن کے کلپاون کو
جب آس کی فصلیں پکتی ہیں اور یاس فضا میں رہتی ہے
تو بجلی تڑپن لاگے ہے کھلیان میں آگ لگاون کو
جو بستی پیچھے چھوڑ آئی یادوں میں سمائی رہتی ہے
من میرا مچلا جائے ہے پھر اس بستی میں جاون کو
جس تن لاگے سو تن جانے پر پریم نگریا میں یارو!
سب لوکاں دوڑے آتے ہیں دوجوں کا درد بٹاون کو
اک پیتم وال پہ سوئے ہے نہ منہ کھولے نہ بات کرے
پر پریمی پل پل جاتے ہیں چرنوں میں پھول چڑھاون کو
اس در کی پجارن کو لوگو کب جگ کا لوبھ لبھائے ہے
کہ رام کی سیتا نجروں میں کب لاوے پاپی راون کو
سب گوپیاں دوڑی آوے تھیں جب کانوں میں یہ بانگ پڑی
کہ کرشن کنہیا آویں گے سندرتا روپ دکھاون کو
جا دوڑ لپٹ جا سینے سے من موہن سامنے بیٹھا ہے
پگلی ہے ساری عمر پڑی گھبراون کو، شرماون کو
یہ وقت کا پنچھی تو آگے سے آگے اڑتا جائے ہے
جو بیت گیا سو بیت گیا پھر کیا رہوت پچھتاون کو
ان اونچے پیڑھے والوں کا اس وقت تماشا کیا ہوگا
تقدیر کا ڈمرو باجے گا جب تگنی ناچ نچاون کو
کیا رام دوارے جاؤں میں پگ پگ پہ ٹھوکر لاگے ہے
ہر جا اک سندر مورت ہے مجھ مورکھ کے بہکاون کو
لوٹی تو نیناں جل تھل تھے سینے پہ دوتا بوجھ پڑا
میں رکس چوپال میں جا بیٹھی تھی اپنا جی بہلاون کو
سر بھاری، پنڈا دکھتا ہے، من پھوڑا، نظریں گھائل ہیں
وہ کومل ہاتھ ہی چاہیئے ہیں ان زخموں کے سہلاون کو
پی گھر آئیں تو یہ نہ ہو کہ آنگن میں اندھیارا ہو
سو من کا تیل نچوڑا ہے نینوں کے دیپ جلاون کو

صاحبزادی امۃ القدوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

لجنہ کالم

لجنہ اماء اللہ قادیان کے ایڈریس کا جواب اور عورتوں کے لئے نصائح۔

۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ (امامت) جوبلی کی مبارک تقریب پر حضرت (امام جماعت الثانی) اللہ تعالے ہمیشہ آپ سے راضی رہے کے حضور (دی لیٹ) سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان نے تہنیت نامہ پیش کیا۔ حضور نے ایڈریس کے جواب میں مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جو ایڈریس اس وقت پڑھا گیا ہے میں پہلے تو اس کے متعلق انہیں "اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزا دے" کہتا ہوں۔ پھر انہیں یقین دلاتا ہوں کہ طبقہ نسواں کی اصلاح کا کام ہرگز کسی شخص کا احسان نہیں بلکہ یہ ایک فرض ہے ......

پس جو فرض میں خدا تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ادا کرتا ہوں وہ کوئی احسان نہیں بلکہ اپنی عاقبت کے لئے میں ایک ذخیرہ جمع کرتا ہوں۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اور مرد سب کے سب ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ مقصد خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب مرد اور عورتیں مل کر اس کے حضور پاک دل اور نیک ارادہ لے کر آئیں اور خدا تعالیٰ کے قرب میں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ حاصل کریں۔ سارا قرآن اسی سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ جہاں جنت کا ذکر ہے۔ وہاں مردوں اور عورتوں کو اکٹھا شامل کیا ہے۔ گو احکام میں مردوں اور عورتوں کا اکٹھا ذکر نہیں بلکہ مردوں کے ذکر میں ہی عورتوں کو شامل کر لیا گیا ہے اور درحقیقت قرآن حکیم ہی وہ واحد اور کامل کتاب ہے جس نے عورتوں کے حقوق قائم کئے ...... صرف قرآن کریم ہی ہے جس نے دنیا کو بتلایا عورت بھی ویسی ہی ترقی کی تڑپ اپنے اندر رکھتی ہے جس طرح مرد اور ویسی ہی امنگیں ویسے ہی جذبات اور ویسی ہی قربانی کی روح اور ارادے رکھتی ہے۔ جس طرح مرد رکھتے ہیں۔ وہ قرآن کریم ہی ہے جس کے ذریعہ پہلی دفعہ دنیا میں یہ آواز بلند ہوئی کہ اے مردو جو عورتوں کے حقوق تلف کرتے آئے ہو اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ جس طرح تمہارے بعض حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بعض حقوق تم پر ہیں۔ اگر عورتیں دوسری قوموں کو قرآن کریم کا یہ اعلان سنا دیتیں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتیں کہ عورتوں کو بھی ویسے ہی اختیارات حاصل ہیں جس طرح مردوں کو تو آج دنیا اس تعلیم سے بے بہرہ نہ رہتی۔ اور نہ ذلت میں پھنستی۔ اس کی ذمہ داری تم پر ہے اگر تم نے اپنے بیٹوں کو یہ تعلیم دی ہوتی کہ عورتوں کے حقوق (احکام دینیہ) نے قائم کئے ہوئے ہیں جنہیں توڑنا شدید ترین گناہ ہے تو تم کبھی غلامی کی زنجیروں میں نہ جکڑی جاتیں......

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک کوئی خدا تعالیٰ کو ماننے والا ہے عورتوں کی ترقی و تنظیم کے لئے اس کی طرف سے ضرور کوششیں جاری رہیں گی کیونکہ اگر وہ کوتاہی کرے تو وہ تمہارا گناہگار نہیں بلکہ خدا کا گناہ گار ہوگا۔ لیکن اس وقت عورتوں کا ایک حصہ بعض ایسے حقوق طلب کرنے لگ گیا ہے

مثلاً یہ کہ عورتیں پارلیمنٹ کی ممبر بنیں۔ گھوڑے کی سواری کریں۔ ظاہر ہے ایسی عورت بچوں کی تربیت نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں ماں کی گود تربیت کا موجب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے نرسنگ ہوم مقرر ہیں جہاں بچے بھیج دیئے جاتے ہیں وائیاں دودھ پلاتی اور کھلاتی رہتی ہیں۔ جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو بورڈنگ میں داخل کر دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ مائیں ناچ گانے میں لگی رہتی ہیں۔ حالانکہ خدا تعالے نے انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جس طرح ڈاکٹر اور وکیل دونوں اپنی اپنی جگہ مفید کام کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں اپنی جگہ کام کر رہی ہیں اور مرد اپنی جگہ اور مرد اور عورت دونوں کے کاموں کے دائرے الگ الگ ہیں لیکن اگر یہ اصول رائج کیا جائے کہ سب لوگوں کو وکیل بننا چاہیئے یا ساری دنیا ڈاکٹر ہونی چاہیئے یا سارے ہی لوہار یا ترکھان ہونے چاہئیں تو دنیا کا کارخانہ تباہ ہو جائے۔ برابری کے یہ معنے نہیں کہ عورت اور مرد دونوں ایک کام کریں۔ بلکہ یہ ہیں کہ قومی طور پر دونوں پر یکساں طور پر ذمہ داریاں عائد ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو اللہ تعالے نے عورت پر یہ کتنی بڑی ذمہ داری عائد کی ہوئی ہے کہ ایک طرف وہ لڑکے کی تربیت کرتی ہے اور دوسری طرف لڑکی کی۔ گویا ایک طرح سارے زمانہ کو اس کی غلامی میں دے دیا جاتا ہے۔ اسی حقیقت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت کے قدموں کے نیچے جنت ہے اسی طرح مرد کو کہا گیا ہے کہ فلاں بات تم عورت سے منوا سکتے ہو اور فلاں نہیں مثلاً اپنے مال میں وہ بالکل آزاد ہے عجیب بات ہے کہ یورپ جو آج شور مچا رہا ہے کہ اس نے عورت کی عزت اور آزادی قائم کی۔ وہاں بھی عورت کے حقوق صرف ۲۰ سال سے رائج ہوئے لیکن اسلام نے ۱۳۵۰ سال سے عورت کے حقوق کو قائم کیا ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتیں نہ تو یورپ کی آزادی اختیار کریں اور نہ جہالت میں گرفتار رہیں۔ مثلاً بعض عورتیں یہ کہہ دیا کرتی ہیں کہ مذہب خدا کی مرضی کا نام ہے اور جب خدا کی مرضی سمجھ میں آجائے تو خاوند کی مرضی اس کے متعلق ضروری ہوتی ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کہ خاوند کو یا بھائی کو یا باپ کو مذہب کے معاملہ میں عورت پر کسی قسم کا تصرف حاصل ہے۔ ہر عورت کو حق ہے۔ کہ جب دین کی کوئی بات سمجھ میں آجائے تو اس پر عمل کرے خواہ سب اس کے مخالف ہوں۔ وہ یہ عذر نہیں کر سکتی کہ میرے باپ یا بھائی یا خاوند نے اجازت نہیں دی۔ خدا کہے گا کہ صداقت کے معاملہ میں میں نے تجھے کسی کے ماتحت نہیں رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے ایمان کا تعلق دماغ سے رکھا ہے اور دماغ میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا دوسرے کو علم نہیں ہوتا۔ اب تم اتنی عورتیں یہاں بیٹھی ہو ممکن ہے کسی عورت کا بچہ شور مچا رہا ہو اور تم اپنے دل میں یہ کہہ رہی ہو کہ کیسی نالائق ہے اس نے لیکچر خراب کر دیا۔ مگر وہ تمہارے ان خیالات سے بالکل ناواقف ہوگی تو دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخفی خزانہ کی صورت میں بنایا ہے جس کے اوپر نہ بادشاہ کو حکومت حاصل ہے نہ باپ یا بیٹے یا استاد کو۔ گویا خدا تعالیٰ نے تمہیں یہ ایک ایسا صندوق دیا ہے جس میں تم اپنے ضروری راز رکھ سکتی ہو۔ اگر تم کسی کو دس سال بھی اپنے پاس رکھو تو اس کو پتہ نہیں لگے گا کہ تمہارے اس صندوق میں کیا ہے جب تک تم خود نہ بتلاؤ کہ میرے دل اور دماغ میں کیا ہے۔ دل تمہارا ذاتی ٹرنک ہے اگر تم کوئی راز کسی کو بتلانا چاہتی ہو تو کنجی لگا کر کھول لیتی ہو اور جو نہیں بتلانا چاہتیں کنجی نہیں لگاتیں۔ پس خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اس خزانہ کو محفوظ رکھے۔ یہ ہر ایک کا ذاتی ٹرنک ہے جس میں کسی کو اگر کوئی شریک کرنا چاہتا ہے تو اس کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر شریک نہیں کرنا چاہتا تو اس کو نہیں کھولتا۔ پس اللہ تعالے نے دماغ کی کنجی تمہارے ہاتھ میں دی ہے اور سچائی کے معاملے میں نہ تو مرد کو اس پر حق حاصل ہے نہ بھائی کو۔ ہزارہا عورتیں ایسی ہیں جو سچائی کے کھلنے پر بھی نہیں مانتیں اور ایمان کو محض باپ یا ماں یا خاوند وغیرہ کے ڈر کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند صدقہ دینے سے منع کرتا ہے کیا میں پوشیدہ طور پر صدقہ دے دیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ گویا ان معاملات میں عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ خاوند کے مال سے بغیر دریافت کئے خرچ کر سکتی ہے۔ پس ان حقوق کو جو خدا تعالے نے تمہیں دیئے ہیں۔ یاد رکھو اور اس کے احسانات کی قدر کرو تاکہ تمہاری ترقی ہو۔

شذرات

بوسنیا کے حصے بخرے

بوسنیا میں قیام امن کے لئے جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ بوسنیا کو مختلف الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ سربیا اور کروشیا کے نمائندوں نے کہا ہے کہ ہم اس تجویز کے حق میں ہیں۔ اس تجویز پر عمل درآمد سے سربیا جس نے بوسنیا پر انتہائی مظالم کئے ہیں۔ کو بوسنیا کا ایک حصہ مل جائے گا۔ اور وہاں ان کا باقاعدہ تسلط قائم ہو جائے گا۔ بوسنیا کے مسلمانوں نے کہا ہے کہ ہم کسی ایسی امن گفتگو کو قبول نہیں کریں گے۔ جس میں سربیا کے لوگوں کو بوسنیا کی آبادی پر ظلم ڈھانے کی وجہ سے ان کو فائدہ پہنچا دیا جائے۔ اگرچہ یہ لوگ آمنے سامنے بیٹھ کر بات تو کر رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز کی بنا پر وہ بات بہت آگے نہیں بڑھ سکے گی تجویز کے مطابق بوسنیا کو دس انتظامی نیم آزاد علاقوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور اس کی بنیاد ۱۹۸۱ء کی مردم شماری ہو گی۔

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادی امۃ النور صاحبہ بنت محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ

حرم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ

میرا ان کا تعلق اس وقت سے ہے جب آپ ہمارے گھر کی رونق بن کر ہمارے ہاں بیاہ کر آئیں، مجھے آج بھی وہ دن خوب اچھی طرح یاد ہے جب ہم نے بارات کی واپسی پر آپ کا استقبال کیا تھا، آپ کا کمرہ اور خوبصورت سبز رنگ کی مسہری سب کچھ ایسے آنکھوں کے سامنے ہے جیسے کل کی بات ہو۔ شروع میں عمر کا فرق ہونے اور پھر رشتہ بھی بڑا ہو گیا تھا یعنی کزن سے ممانی بن گئی تھیں۔ ایسی بے تکلفی نہیں تھی مگر پھر وقت کے ساتھ تو یہ تعلق دوستی کا رنگ پکڑ گیا جسے انہوں نے آخری وقت تک نبھایا جب بھی کوئی موقع آیا میں نے ہمیشہ ان کی گہرا خیال رکھنے والی اور خاموش قربانی دینے والی طبیعت کو محسوس کیا۔

یوں تو خیر میرے لئے ان کا میرے نہایت ہی پیارے سیدی چندا ماموں یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جن کو ہم بچپن کے پیار میں چندا ماموں کہتے ہیں، سے ہی بیاہے جانا ہی سب سے بڑا تعلق رہا اور آخر وقت یہی تعلق سب رشتوں اور تعلقات پر حاوی رہا۔ کیونکہ شروع سے ہی میرے امی، ابا کو حضور ایدہ سے اور حضور کو ان سے ایک خاص تعلق تھا۔ اس کی بڑی وجہ تو بہرحال ہماری امی کا اپنی امی کی وفات کے بعد ہماری بڑی امی یعنی حضرت سیّدہ ام طاہر کے ساتھ رہنا ہے اور جیسے بڑی بہنوں کو چھوٹے بھائی بچوں کی طرح پیارے ہوتے ہیں ویسا ہی کچھ تعلق میری امی اور پھر ابا کو بھی حضور ایدہ اللہ سے رہا۔ یوں بھی خیر خون کا رشتہ ہے اور پھر بہنوں کو تو بھائی پیارے ہوتے ہی ہیں ویسا ہی کچھ تعلق میری امی اور پھر ابا کو بھی حضور ایدہ اللہ سے رہا۔ امی کو بھی سب بھائی پیارے ہیں۔ گو جہاں خدا کے فضل سے اتنے بہن بھائی ہوں وہاں موقعے کی مناسبت سے تعلق کسی سے کم کسی سے زیادہ ہوتا ہی ہے ہمارے گھر میں یہ ایک واضح حقیقت تھی کہ ہمارے ابا، امی اور سیّدنا ماموں حضور کا تعلق ہمیشہ سے ایک والہانہ عشق کا رنگ رکھتا تھا اور یہی پیار ہمیں گھٹی میں ملا۔ اور دونوں طرف سے اعتماد اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہی گویا محبت کے کئی چشمے ابل پڑنے کا احساس میں نے شاید ہی کہیں محسوس کیا ہو اسی لئے جو بھی ان کی بیوی ہوتیں ہمیں بہرحال ان سے پیار کرنا تھا پر ممانی آصفہ نے اس پیار کی اہمیت کو محسوس بھی کیا اور ہمیشہ اس کا پاس رکھا۔ بعض باتیں بیان کرنے میں بہت معمولی سے لگتی ہیں لیکن ہر انسان اپنے ماحول کے مطابق انہیں محسوس کرتا ہے۔

ایک بار جب آپ کی بڑی صاحبزادی شوکت جہاں کے عقیقے کی دعوت تھی، مجھے ممانی نے مدد کرنے کے لئے بلایا۔ مدد میں نے کیا کرنی تھی سارا وقت میرا خیال رکھتی رہیں سارا کام میرے ساتھ لگ کر کروایا۔ یہاں تک کہ رات کو اپنے کمرے میں اپنے ساتھ سلایا کہ اکیلی الگ کمرے میں کیا سوؤ گی۔ ہمارے پاس ہی سو۔ اسی طرح جب بھی ہمارے کالج میں فنکشنز ہوتے میرا ڈراموں میں حصہ ہوتا تو بغیر کسی انقباض کے اپنے شادی کے قیمتی کپڑے جو لوگ آگے اپنی بیٹیوں کے جہیزوں کے لئے سنبھالتے ہیں پہنا دیتیں بلکہ اصرار سے کئی جوڑے دے دیتیں کہ اپنی پروفیسرز کو دکھا لو جو بھی ٹھیک رہے پہن لو۔ میں کہتی بھی ممانی درمیانہ سادے دیں کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ جہیز بہت سنبھال کر رکھنے والی ہیں۔ بکس کھولتیں تو یوں لگتا ابھی کسی نے سجا کر جہیز رکھا ہے۔ پھر کالج میں خراب ہونے کا بھی ڈر ہوتا ہے۔ پھر بجائے گھبرانے کے الٹا کہتیں یہ زیادہ اچھا ہے یہ پہن لو۔ یہ اچھا لگے گا۔ اسی طرح اپنا قیمتی زیور بغیر کسی گھبراہٹ کے مجھے کالج میں پہننے کے لئے دے دیتیں۔ جب میں پہلی دفعہ امریکہ آئی ہوں تو میری بڑی بچی ذورنہ چھوٹی سی تھی۔ میں اس کے کپڑے سی رہی تھی۔ ہمارے ہاں آئیں تو مجھے سیتے دیکھ کر ماموں حضور نے کہا آپچھی بہت اچھا سیتی ہے آپچھی تم کچھ سی دو۔ سارے ٹکڑے اٹھا کر لے گئیں اور ربن فیتے لگا لگا کر بڑی محنت سے ساٹن کی ٹوپیاں بنا کر اتنے خوبصورت فراک سی کر دیئے کہ جب امریکہ آ کر پہنائے تو سب پسند کرتے تھے۔ دو تین دفعہ تو باہر راستے میں سٹرولر روک کر عورتوں نے پوچھا کہ کون سی بوتیک (BOUTIQUE) سے خریدے ہیں انہیں کیا پتہ کہ یہ خلوص اور پیار کی اس بوتیک سے آئے ہیں جس کی کوئی قیمت ادا نہیں ہو سکتی۔ امامت کی ذمہ داری سے پہلے اپنے اور بچوں کے اکثر کپڑے خود سی لیتی تھیں۔

اسی طرح جب ہماری چھوٹی بہن امۃ الحیٰ کا پہلا بچہ پیدا ہوا امی کے پاس ہم میں سے کوئی نہ تھا۔ ہم نے ایک لمبا فراک جو ہمارے ہاں کا ایک طرح سے روایتی ہی ہے۔ شوق سے سی کر بھجوایا۔ امی نے لکھا کہ ممانی نے بھی بہت پیارا فراک سی کر دیا ہے۔ پھر اس کے چلّے کے دوران قریباً روز ہی صبح سے دوپہر تک آ کر امی کے پاس ٹھہرتیں۔ امی کو ہماری کمی بالکل محسوس نہ ہونے دی۔

ممانی آصفہ کو اللہ تعالےٰ نے شروع سے ہی بہت سے فضلوں سے نوازا تھا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی خوابیں آتی تھیں۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشوف کی شاہد بننے کی بھی توفیق بخشی۔ ایسی باتوں کا اظہار بالکل نہیں کرتی تھیں وہ تو اتفاقاً مجھے پتہ لگ گیا۔ ایک دفعہ جب امریکہ آئیں تو ایک امریکن بہن نے پوچھا کہ آپ کے سامنے حضور کو الہام یا کشف ہوا ہے میں بھی پاس تھی کہنے لگیں نہیں۔ پھر جب غالباً آخری بار آئی ہیں تو پھر کسی اور امریکن بہن نے یہی سوال کیا تو بہت جھجکتے ہوئے ہاں میں جواب دیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ آپ کی امی خالہ امۃ السلام حضرت اماں جان سے حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں پیدا ہونے والی پہلی اولاد تھیں جن کو حضور نے اپنے ہاتھوں میں لے کر بہت دعائیں بھی کیں۔

حضرت اماں جان نے ہی آپ کو پالا اور ان کی صحبت میں تربیت پانے سے جو انفرادیت آپکی شخصیت میں تھی اسے ہر بینا آنکھ دیکھ سکتی تھی۔ ایک عجیب انکساری وقار اور حیا اور سادگی کا امتزاج تھی آپ کی شخصیت۔ اسی طرح ممانی کے والد صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو (جنہیں امامت ثانیہ میں بیعت کی توفیق ملی) کی بیعت سے۔ بہت پہلے حضرت بانی سلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی اور گویا ایسے حضرت بانی سلسلہ کی ذریّت طیّبہ میں شامل ہو گئے۔ انہیں اس بات پر بڑا فخر تھا۔ ہمارے ساتھ بے تکلفی تھی۔ بہت دفعہ کہتے تھے باقی بچے تو پیدائشی احمدی ہیں ہم دونوں بھائیوں (یعنی یہ اور صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب) نے حضرت بانی سلسلہ کو پہچان کر مانا اور اپنے والد کے اس وقت بیعت نہ کرنے کے باوجود بیعت کی۔ جب امامت رابعہ شروع ہوئی تو میں نے ڈرتے ڈرتے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ایک ذوقی سی بات میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ آپ کی امامت سے تایا جی (حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) کے گھر میں بھی امامت کی برکت آئی ہے اس پر حضور ایدہ اللہ مسکرائے اور فرمایا یہ خیال مجھے آیا ہے اور تمہیں۔

آپ کے امی ابا سے ہماری امی بلکہ ہمارے گھرانے کا تعلق کچھ ایسا ہے کہ مجھے لگتا ہے میں ان کے متعلق بعض باتیں بیان کرنے سے رک نہیں سکوں گی۔ گو بظاہر شخصیتیں جدا جدا تھیں مگر غور کرنے سے پتہ لگتا تھا بہت سی خوبیاں میاں بیوی میں مشترک تھیں۔ مثلاً امامت احمدیہ کا خاص احترام اور محبت۔ صدقہ و خیرات چھپا کر کرنا۔ ملازموں سے حسنِ سلوک، غریبوں کی دلداری اور اپنے اور اپنے والدین کے تعلقات نباہنا، خالہ امۃ السلام ہمارے بچپن میں زیادہ وقت کراچی رہیں۔ جب بھی آتیں بڑا لمبا وقت امی کے پاس بیٹھتیں سارے حالات پوچھتیں، سارے گھر کا چپہ چپہ پھر کر دیکھتیں۔ آخر عمر میں ربوہ آ گئی تھیں۔ خود زیادہ گھر سے نہیں نکل سکتی تھیں۔ ہم ہی زیادہ جاتے تو ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوتیں تھیں۔ ایک بات جو ان کی شخصیت میں نمایاں تھی وہ یہ کہ تھوڑا بہت جوڑ کسی سے کم کسی سے زیادہ ہونا تو الگ بات ہے۔ مگر خاندان حضرت بانی سلسلہ کے ہر فرد سے ہی انہیں بہت پیار تھا۔ اور ہر ایک کی فکر رہتی تھی اسی طرح ہمارے گھر والے بھی ان سے بہت پیار کرتے تھے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی بھی آپ سے خصوصیت سے پیار کرتے تھے اور حضرت امام جماعت الثالث کو بھی میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آپ کے آنے پر آپا کہہ کر بے اختیار کھڑے ہو جاتے۔

ماموں رشید ہماری نانی امی حضرت سیدہ امۃ الحیٰ کے بھائی بنے ہوئے تھے۔ گو اصل رشتہ تو چچی بھتیجے کا تھا مگر شائد عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اسی رشتے کو اہمیت دیتے اور آخری وقت اسے کمال وفاداری سے نبھایا۔ جب بھی ربوہ آتے ہر روز ہمارے ہاں آتے شاید ہی کوئی ناغہ کیا ہو۔ ایک دفعہ خالہ سلام بہت بیمار ہو گئیں۔ لاہور ہسپتال میں داخل تھیں۔ ایک دن طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو لاہور سے امی کے نام ایک آدمی خط لے کر آیا لکھا تھا تمہاری آپا کی طبیعت بہت خراب ہے سب جمع ہیں تم نہیں آئیں میں شرمندہ ہو رہا ہوں تم جلدی آ جاؤ۔ اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی وفات کے بعد ایک دفعہ بی بی (یعنی ہماری بڑی بہن امتہ البصیر سری) ربوہ گئی ہوئی تھیں تو خواب میں دیکھا کہ ماموں رشید کہتے ہیں تم اپنی خالہ کو ملنے روز جایا کرو۔ پھر ایک دفعہ ممانی چھبّو (بیگم صاحبزادہ انور احمد صاحب) بیمار تھیں تو ماموں رشید نے بی بی کو خواب میں کہا تم چھبّو کو پوچھنے گئی ہو"؟

انسان کی اصل شخصیت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے جب ان کے سب سے چھوٹے بچے مگر جوان بیٹے مرزا شمیم احمد صاحب کی وفات ہوئی ہے میں وہیں تھیں۔ دونوں میاں بیوی نے جس ایمانی شان کا مظاہرہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اپنے سے زیادہ چھوٹی پھوپھی جان یعنی صاحبزادی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کا خیال تھا جن کے یہ داماد تھے۔ جس دن تدفین ہوئی ہے رات کے کھانے کے وقت آپا بچھی (میاں رشید کی سب سے چھوٹی صاحبزادی) نے مجھے کہا تم ابا جان کو کھانا کھلواؤ تمہاری مانتے ہیں ساتھ نیند کی دوائی بھی دی۔ میں کھانے کی ٹرالی لے کر گئی اور کہا ماموں کھانا کھالیں۔ خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھایا پھر میں نے کہا ماموں یہ دوائی بھی لے لیں تو مسکرائے اور کہنے لگے تم مجھے اتنا کمزور سمجھتی ہو۔ میں تو اپنے مولا کی رضا پر راضی ہوں۔ میں صبح اللہ نے چاہا تو وقت پر اٹھوں گا اپنے وقت پر سیر کو جاؤں گا۔ صبح سات بجے میں روز ناشتہ کرتا ہوں اس وقت تم بھی آکر میرے ساتھ ناشتہ کرنا ـــــ انداز بہت بزرگانہ نہیں تھا مگر چھپے ہوئے بزرگ تھے۔ نہ ہی بہت نصیحتیں کرنے کی عادت تھی۔ کبھی کبھار باتوں باتوں میں نصیحت کر جاتے۔ ایک دن مجھے پوچھنے لگے تم نے کس عمر میں نماز شروع کی تھی؟ میں نے کہا سات سال کی عمر میں۔ تو کہنے لگے میں نے سات سال کی عمر سے کبھی تہجد نہیں چھوڑی۔ ہماری والدہ تین بجے سے گھر میں بچوں، ملازموں سب کو جگا دیتیں اور میں تو خاندان حضرت بانی سلسلہ کے لئے کم سے کم عبادت، تہجد سمجھتا ہوں اس وقت اس کو اٹھ کر پکڑ لو پھر کوئی پرواہ نہیں۔

اپنے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب سے بہت پیار تھا گو فرق ماؤں سے تھے مگر کسی کو وہم بھی نہیں آسکتا تھا کسی قسم کے فرق کا۔ اسی رشتے کا خالہ سلام بھی بہت پاس کرتی تھیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ تعلق یکطرفہ نہیں تھا۔ دونوں بھائی اور ان کی بیویوں کی طرف سے مشترکہ تھا۔ ممانی آصفہ کو بھی میں نے دیکھا کہ اپنے چچازاد بہن بھائیوں سے بہت پیار کرتی تھیں۔ آخری بار جب امریکہ آئی ہیں بازار اکثر ہمارے ساتھ ہی جاتی تھیں۔ بھائی احمد (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب) نے کسی چیز کی فرمائش کی ہوئی تھی۔ باوجود طبیعت کی خرابی کے بہت وقت لگا کر ڈھونڈتی رہیں ایک دو اور لوگوں کو بھی ڈھونڈنے کو کہا۔ اسی طرح ایک بار جب بھائی خورشید (ابن صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب) جلسے پر آئے ہوئے تھے ان کا خاص طور پر خیال رکھتیں۔ جب بھی فون پر بات ہوتی تو آپا نصیرہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب جو میاں عزیز احمد کی صاحبزادی ہیں کا حال پوچھتیں اور انہیں سلام کہلواتیں۔

ممانی آصفہ نے اپنے والدین کی بہت خوبیاں ورثے میں پائی تھیں۔ سب سے زیادہ یہ بات کہ ہر خوبی چھپی ہوئی تھی اور جب تک کسی کو بہت قریب سے انہیں دیکھنے کا موقعہ نہ ملے یہ خوبیاں کھل نہیں سکتی تھیں گویا گہرے سمندر میں کئی سیپیوں کے اندر چھپا ہوا ایک وجود تھا۔ آج بھی ان کے متعلق لکھتے ہوئے میری طبیعت میں ایک خوف ہے کہ شائد اپنی موجودگی میں وہ ان ساری باتوں کا اظہار پسند نہ فرماتیں۔

احترام امامت کا اندازہ مجھے صاحبزادی فائزہ کا رشتہ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد (جو حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے صاحبزادے ہیں) سے طے ہونے پر ہوا۔ دونوں چچازاد بھائی بہن تھے مگر ممانی کی باتوں سے یوں لگتا جیسے کسی فقیر کی بیٹی بادشاہ کے گھر بیاہی جا رہی ہو۔ گو حقیقت بھی اس وقت یہی تھی، ایک احمدی کے لئے تو امام وقت سب بادشاہوں سے بڑھ کر ہے اور ممانی نے اس نقطہ کو سمجھا بھی خوب تھا۔ ہر وقت باتوں باتوں میں فائزہ کو اس ذمہ داری کا احساس دلاتی رہتی تھیں۔ ایک دفعہ فائزہ کے جہیز بنانے کے سلسلے میں ہی جب ہم لاہور گئے ہوئے تھے۔ امی کی کسی جاننے والی بہن نے کھانے پر بلایا اور کہا کہ جو بھی گھر والے آپ کے ساتھ ہیں سب کو لے کر آئیں۔ باوجود اس کے کہ حضور ایدہ اللہ کے تعلقات بہت وسیع تھے ممانی بہت ملنے ملانے سے جھجکتی تھیں۔ امی کے اصرار پر کہنے لگیں باجی میں تو تھکی ہوئی ہوں فائزہ کو لے جائیں اس نے حضرت صاحب کے گھر بیاہ کر جانا ہے۔ اسے لوگوں سے ملنا پڑے گا۔ اسی طرح شادی کے انتظام میں بھی حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث اور حضور کی حرم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی رائے کو مقدم سمجھتی تھیں۔ یہی بات میں نے امامت رابعہ کے بعد نمایاں طور پر محسوس کی۔ بہت شکووں شکائتوں کی تو عادت ہی نہیں تھی ہاں طبیعت میں بے ساختگی بہت تھی کبھی کبھار اگر کوئی اختلاف رائے ہو جاتا جیسے ہر گھر میں ہوتا ہے تو بے ساختہ اظہار بھی ہو جاتا یا جیسے سب جانتے ہیں حضور ایدہ اللہ کی زندگی شروع سے ہی بہت تیز رفتار ہے پھر زیادہ مہمان داری اور دوسروں کا خیال اپنی ذات اور گھر والوں پر مقدم تو ایسی صورت میں کبھی تھکان وغیرہ کا اظہار کر دیتیں۔ ظاہر ہے امامت کے بعد یہ تیز رفتاری کئی گنا بڑھ گئی مگر کبھی میں نے ان کے مونہہ سے ایک حرف شکائت کا نہیں سنا اور نہ ہی کبھی اختلافِ رائے کا اظہار کیا۔ باوجود اس کے کہ ماں باپ کے خوشحال ہونے کی وجہ سے بہت نازونعم میں پلی تھیں اور حضرت امام جماعت الثانی کے تو خیر مقاصد ہی اور تھے۔ آپ اپنی اولاد کو عمداً پیسے ہونے کے باوجود کم خرچ دیتے تھے کہ دنیا کے عیش سے دور رہ کر قربانی کی عادت پڑے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ممانی نے اس کا شکوہ کیا ہو۔ طبیعت میں قناعت تھی جو تھا اس کے اندر سلیقے سے گذارہ کیا اور کبھی کسی بات سے بھی اپنے ماں باپ کی دولت کا احساس نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ہمیشہ اس بات پر احسان مندی کا اظہار ہوتا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی بہو بنایا ہے ـــــ جب ان کی شادی کے استخارے ہو رہے تھے تو کسی بزرگ نے دیکھا کہ ممانی آصفہ کا گھر منارہ ۔۔۔۔ پر ہے۔ اس وقت تو آپ کا حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی بہو بننا ہی مراد سمجھا گیا مگر پھر اللہ تعالےٰ نے اسے پوری شان سے امام جماعت کی رفیقہء حیات بنا کر بھی پورا کر دیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے رشتہ داروں اور دوستوں کا خاص خیال رکھتیں۔ ددھیالی رشتے تو خیر دونوں کے ایک ہی تھے مگر حضور کے ننھیال سے خاص طور سے بہت تعلق رکھتیں۔ آپا طاہرہ بیگم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب جو حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی ہیں مجھے کہہ رہی تھیں نوشی میرا جوڑا آپھی سے دیورانی جٹھانی کے رشتے سے تو نہیں تھا بلکہ زیادہ تعلق حضرت صاحب کی ماموں زاد بہن ہونے کی وجہ سے تھا۔ آپھی نے حضرت صاحب کے ننھیال سے بہت پیار کیا ہے کبھی غیریت نہیں برتی۔

حضور کی دونوں ماؤں حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور حضرت سیدہ مہر آپا کا بہت احترام کرتیں۔ جب بھی ان کے پاس یہ دونوں لندن آکر ٹھہرتیں ان کا ہر ممکن خیال رکھتیں۔ پچھلی مرتبہ جب مہر آپا آئی ہوئی تھیں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اصرار سے کہنے لگے مہر آپا اب آپ نے واپس نہیں جانا، آپ ہمارے پاس ہی رہیں آپ کی صحت یہاں آکر اچھی ہو جاتی ہے میرے دل میں خیال آیا حضور ایدہ اللہ تو اپنی محبت میں کہہ رہے ہیں۔ ممانی کی صحت ایسی نہیں کہ مستقل طور سے ایسی ذمہ داری لے سکیں۔ کچھ دیر بعد جب ممانی اور میں اکیلے بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو ممانی کہنے لگیں نوشی تم مہر آپا کو سمجھاؤ ان کو اب ہمارے ساتھ ہی رہنا چاہئے ان کی عمر اور صحت اکیلے رہنے کی نہیں ہے۔ یہ بالکل نہیں چاہتے کہ اب وہ اکیلی رہیں۔ اسی طرح حضور کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ ام طاہر سے ایک غائبانہ سی محبت تھی۔ غائبانہ اس لئے کہ جب ان کی وفات ہوئی ہے ممانی بہت چھوٹی تھیں اور پھر بطور ساس بہو کے تو اکٹھے رہنے کا موقع ہی نہیں ہوا مگر اس کے باوجود جب بھی ہم گھر میں ان کا ذکر کرتے ممانی اس میں دلچسپی لیتیں بلکہ ان کے متعلق سنی ہوئی باتوں کا ذکر بھی کرتیں۔ مجھے ہمیشہ ان کی یہ بات بہت اچھی لگتی تھی کیونکہ اپنے پیاروں کے ذکر میں عموماً انسان بہت حساس ہوتا ہے۔

بقیہ صـ۶

مذہبی سیاسی اور سماجی رہنماؤں سے (جن کا تعلق اقلیتوں سے ہے) گفت و شنید کرلیں اور اپنے اس فیصلے کو واپس لیں۔ گفت و شنید اور بین الجماعتی عمل جو مسلمان مذہبی رہنماؤں اور اقلیتوں کے درمیان ہو نہایت ضروری اور قوم کے مفاد میں ہے (یہ مضمون آفتاب جیمز پال نے تحریر کیا اور ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کے ویک اینڈ پوسٹ (فرنٹیئر پوسٹ) میں شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

آفتاب جیمز پال ویک انڈ پوسٹ فرنٹیئر پوسٹ کے ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کے شمارے میں کہتے ہیں کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کی مہم کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس سے قبل جو بھی ان کے ساتھ ہوتا رہا وہ برداشت کرتے رہے۔ جب جداگانہ انتخابات کا طریق کار شروع کیا گیا جسے ہم سب سے زیادہ ناروا امتیازی سلوک کہتے ہیں اور جسے ضیاء الحق نے شروع کیا تھا کسی شخص نے اس بات پر اعتراض نہ کیا کہ یہ ہمارے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ اس وقت وہ بیچارے کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ قومی اداروں میں ان کی آواز معدوم تھی۔ اسی لئے اقلیتوں کے بعض لیڈروں نے یہ محسوس کیا کہ اس طرح ان کی پذیرائی ہوگی اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے جو انہیں ملا ہے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ان کی جماعتوں کو تسلیم کیا جائے گا۔ اور ان کی آواز سنی جائے گی۔ اسمبلیوں میں ان کو حقوق ملیں گے لیکن جب بعد میں پتہ چلا کہ اس کے اثرات کیا ہیں تو یہ ساری امیدیں ناکارہ ثابت ہوئیں نئے انتخابی طریق کار میں ان مسائل نے جو اس نے حل کئے ان سے زیادہ گھمبیر مسائل کھڑے کر دیئے۔ اقلیتیں سیکنڈ کلاس شہری بن کر رہ گئیں بلکہ ایک لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ غیر شہری ہو گئیں (NON CITIZENS) اب یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب کے پس منظر میں صرف اور صرف یہ بات تھی کہ انہیں ترقی کرنے والی سیاسی پارٹیوں سے الگ تھلگ کر دیا جائے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس معاملے میں ضیاء کامیاب تو رہے لیکن وہ اقلیتوں کو مکمل طور پر الگ نہ کر سکے۔ جداگانہ انتخاب کا طریق کار تسلیم کر لینے کے بعد دوسرا قدم بہر حال شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ داخل کرنا تھا۔ یہ بات غیر متوقع نہیں تھی۔ البتہ جو بات غیر متوقع تھی وہ یہ ہے کہ اس کے برخلاف زبردست مہم چلائی گئی۔ اس سلسلے میں آفتاب جیمز پال کہتے ہیں کہ پہلے ہی بہت کچھ کہا جا چکا ہے یسوع مسیح کی پیدائش کے دن تمام پاکستانیوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ہمیں اپنے ملک کے متعلق کیا کرنا ہے اور ہم کس سمت آگے بڑھ رہے ہیں۔ سب سے پہلے گورنمنٹ نے ایک بل شناختی کارڈ کے سلسلے میں پیش کیا۔ اس سلسلے میں اقلیتوں سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ اس تاریخی فیصلے کا اعلان مولانا عبدالستار نیازی وزیر مذہبی امور نے کیا ایک روز شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ داخل کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اس سے ایک روز پہلے یہ اعلان کیا گیا کہ کچھ مذہبی جماعتوں نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر یہ خانہ شامل نہ کیا گیا تو ملک بھر میں احتجاج کیا جائے گا۔ حکومت نے اس خانے کو شامل کرنے کے لئے جو دلائل دیئے وہ یہ تھے۔

(۱) قومی شناختی کارڈ میں یہ خانہ شامل کرنے کا فیصلہ اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۸۵ء میں کیا تھا لیکن اس پر اب تک عمل نہ ہو سکا۔

(۲) چونکہ جداگانہ انتخاب کا طریق کار موجود ہے اور اس کی بناء پر غیر مسلمانوں کو الگ ووٹ دینے پڑتے ہیں نیا کالم اس طریق کار میں ممد ثابت ہوگا۔

(۳) غیر مسلم بھی حج ادا کرتے ہیں۔ اس نئے کالم سے یہ بات ان کے لئے ناممکن بنا دی جائے گی۔

لیکن ان دلائل کے متعلق سوچنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قومی شناختی کارڈ کا مطلب کیا ہے۔ موجودہ قومی شناختی کارڈ کسی فرد کی قومیت اور اس کی شہریت سے مطلع کرتا ہے۔ یہی شناختی کارڈ کا مقصد ہے۔ اب آئیے حکومت کے دلائل پر نظر ڈالتے ہیں۔ کئی دیگر ضرر رساں اور خطرناک فیصلوں کی طرح جو ضیاء کے وقت میں کئے گئے۔ یہ خانہ شناختی کارڈ میں شامل کرنے کا فیصلہ بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے کیا تھا۔ لیکن کیا یہ آٹھ سالہ پرانا فیصلہ اب لاگو کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ کیوں؟ جہاں تک شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے داخل کرنے کا سوال ہے مسلمان اور غیر مسلم جداگانہ طریق انتخاب پر عمل کرتے ہیں ان کی فہرستیں الگ الگ بنائی جاتی ہیں اور ان کے نام گھر گھر جا کر اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ کر لینے کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی ایک فہرست کا شخص اپنا نام دوسری قسم کی فہرست میں شامل کروالے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس سے انتخابات میں آسانی رہے گی بے معنی بات ہے۔

(۳) یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ حج پر جانے کے لئے ایک طریق کار ہے جس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اب ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حکومت نے خود ہی اس مسئلے کی جلتی آگ پر تیل ڈالا ہے تاکہ وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈال سکے۔

اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا گیا تو جس طرح جداگانہ انتخابی طریق کار سے ہوا ہے۔ یہ لوگوں کو ایک دوسرے سے زیادہ دور کر دیں گے اور اقلیتوں کو سیکنڈ کلاس سٹیزن قرار دے دیں گے۔ اس خانے کے داخل کرنے کے بعد لوگ جو اقلیتوں کے مخالف ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اپنا یہ مطالبہ پورا ہوتے دیکھ کر وہ کئی دیگر ایسے ہی مطالبات جو ناروا امتیازی سلوک پر مبنی ہوں گے پیش کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حکومت کو اس بات پر مجبور کریں کہ یہ لوگ کپڑے بھی الگ قسم کے پہنیں یا ان کی الگ الگ کالونیاں بنا دی جائیں۔ چنانچہ وہ شناختی کارڈ میں مزید کئی خانے شامل کروانا چاہیں گے۔ یہ مسئلہ ایک سیاسی مسئلہ ہے لیکن ملانوں اور بعض مذہبی جماعتوں نے اسے مذہبی مسئلہ بنا دیا ہے۔ بعض اقلیتوں نے جو اس کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ حکومت نے اقلیتوں کو اکیلے چھوڑ دیا ہے کہ وہ مذہبی جماعتوں کے ساتھ اپنے جھگڑے نپٹا لیں۔ اور اپنی ذمہ داری دوسروں پر ڈال دی ہے۔ ناخواندہ مسلمان اپنے مذہبی رہنماؤں کی پیروی کرتے ہوئے اقلیتوں کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس طرح مذہبی منافرت کی آگ اور بھی بھڑکے گی۔ جس کے نتیجہ میں سماجی بائیکاٹ بھی ہو سکتا ہے اور پنجاب کے کئی شہروں میں یہ بات پہلے دیکھنے میں آ چکی ہے۔ کئی لوگ شناختی کارڈ میں اپنا نام رجسٹر کرواتے ہیں۔ تاکہ انہیں شناختی کارڈ مل سکے۔ پس حکومت کس طرح دوبارہ ان کو ایک مذہبی خانے والا کارڈ اشو کر سکتی ہے جن کے پاس پہلے ہی یہ کارڈ موجود ہیں۔ مزید ۱۸ سال کا عرصہ ایسا کرنے میں لگے گا۔ کیا پاکستان اتنا وقت اس معاملے کے لئے خرچ کر سکتا ہے۔ نئے شناختی کارڈ جاری کرنے کے لئے حکومت کو کم از کم ۲۰ کروڑ روپے کی ضرورت ہے اور اگر پانچ سالوں میں ان کارڈوں کو جاری کیا جائے تو اسے سارے کام کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے مزید آٹھ کروڑ روپیہ درکار ہوگا۔ اس طرح ۲۸ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ یہی رقم بہبود کی سکیموں پر کیوں خرچ نہیں کی جا سکتی۔ رپورٹوں کے مطابق پاکستان کا بیرونی ممالک سے حاصل کردہ قرضہ ۲۲٫۳ ارب ڈالر ہے جنوبی ایشیاء میں سب سے زیادہ قرضہ پاکستان پر ہے اور یہ چھوٹے دورانیوں کے قرضے لیتا ہی رہتا ہے۔ آئیے ہم اس بات پر غور کریں کہ اگر موجودہ حکومت اپنے اس فیصلہ پر عمل کرنا ضروری سمجھے اور نئے کارڈ بنوانے اور جاری کرنے شروع کر دے لیکن آئندہ انتخاب کے بعد جو امید کی جا سکتی ہے کہ تین سال کے بعد ہوں گے ایک ترقی یافتہ اور سیکولر سیاسی پارٹی برسر اقتدار آجاتی ہے تو وہ نئے کارڈ کا کیا کرے گی۔ اس ملک میں پہلے ہی ۴۰ لاکھ کی تعداد میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے پاس جعلی کارڈ موجود ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اس سسٹم میں اصلاح کی جائے ایک نیا سسٹم پیش کیا جا رہا ہے کیا ہماری حکومت نے جعلی کارڈوں کے متعلق کوئی کارروائی کی ہے جو کہ عام طور پر انتخابات کے دوران غلط طریق پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی ہتک کرنے والی بات ہے۔ انہوں نے پہلے ہی ہنگر سٹرائیک جلسے جلوسوں اور مضامین لکھ کر اس فیصلے کو مسترد کر دیا ہے۔ کیا حکومت نے کبھی سوچا ہے کہ اقلیتیں اس قدر زبردست احتجاج کر رہی ہیں وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں جب کہ پہلے وہ ہمیشہ خاموشی سے ہر بات برداشت کر لیتی تھیں۔ دیکھا گیا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ اس بات پر خاموش ہے۔ اور اقلیتوں کے احتجاج پر احتجاج نہیں کرتا۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان سب لوگوں کی ہمدردیاں اقلیتوں کے ساتھ ہیں۔ تمام بڑے بڑے سیاسی اتحادیوں نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ داخل کرنے کی مذمت کی ہے۔ سندھ اسمبلی نے بھی بڑے زور کے ساتھ اس کی مخالفت کی ہے اور ایک قرارداد منظور کی ہے۔ حال ہی میں خانیوال کی ضلعی کونسل نے بھی اس کی مذمت کی ہے اور اخبارات نے اور خاص طور پر انگریزی اخبارات نے اقلیتوں کے کیس کو بڑی اچھی طرح پیش کیا ہے اور اس نئے شناختی کارڈ کی مذمت میں ان کی حمایت کی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ پوچھا جا رہا ہے کہ اقلیتیں اپنا مذہب ظاہر کرنے سے گھبراتی کیوں ہیں اور وہ کیوں نہیں چاہتیں کہ اپنے اپنے مذہب کے ساتھ منسلک ہونا ظاہر کریں۔

بات یہ ہے کہ کوئی شخص مرد یا عورت اپنا مذہب نہیں چھپاتا۔ لیکن جب اقلیتیں اپنا مذہب چھپانا شروع کر دیں تو اس معاملے کو انتہائی سنجیدگی سے اس طرح سوچنا چاہیئے کہ یہ اکثریت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کے خلاف ناروا امتیازی سلوک ہوتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں اگر اقلیتیں اپنے مذاہب سے خائف ہیں تو انتہا پسند اور مذہب کے ٹھیکیدار اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی سیاسی پالیسی کو جنم دیا ہے جو چاہتی ہے کہ اقلیتیں مشکلات کا سامنا کرتی رہیں بلکہ یہاں تک کہ وہ اس ملک کو خیرباد کہہ دیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ

باقی ص۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا

○ محترم سیٹھی عبدالحق صاحب آف جہلم حال ربوہ بٹ منزل دارالرحمت وسطی عرصہ تقریباً ایک سال سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جانے سے صاحبِ فراش ہیں۔ صحت دن بدن گرتی چلی جارہی ہے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔

○ مکرم محمد اسحاق صاحب چونترہ ضلع راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ پتّہ میں پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ڈاکٹرز نے اس کا علاج آپریشن تجویز کیا ہے۔ موصوفہ فوجی فاؤنڈیشن راولپنڈی میں داخل ہے۔

○ مکرم عبدالستار صاحب محافظِ خزانہ کی اہلیہ بغرض علاج سیالکوٹ کے ایک ہسپتال میں داخل ہے۔

○ مکرم عبدالحق صاحب ناصر آف ساہیوال حال ۱۸۹ - M بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور لمبے عرصہ سے بعارضہ ہائی بلڈ پریشر انجائنا شوگر بیمار ہیں۔ آج کل انجائنا کی زیادتی تکلیف دہ حد تک بڑھی ہوئی ہے۔

○ مکرم شیخ محمد سلیم صاحب دنیاپوری دل کے عارضہ اور سانس کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ آج کل وہ اسلام آباد کمپلیکس میں داخل ہیں۔

○ مکرم میاں غلام احمد صاحب فیصل آباد کی بہو محترمہ طاہرہ نعیم صاحبہ امریکہ میں چند دنوں سے بیمار ہے۔

○ مکرم منیر محمود صاحب سابق معلم وقفِ جدید معدے کی خرابی کی وجہ سے ایک ہفتہ سے بیمار ہیں۔ فضلِ عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم جمال الدین نور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰ دسمبر ۹۲ء کو بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "فریحہ جمال" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم عبدالحمید خان صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کی نواسی اور مکرم جلال الدین صاحب قمر کی پوتی ہے۔

احباب اسکی درازیٔ عمر اور خادمۂ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم عبدالرشید یحییٰ صاحب مربی سلسلہ

شکاگو امریکہ لکھتے ہیں کہ:

میرے بھتیجے عزیزم محمد رفیع اسلم ابن مکرم محمد شفیع صاحب فرینکفورٹ کا ۲۷ سال کی عمر میں امریکہ میں انتقال ہوگیا۔ خاکسار ان کا جنازہ لاس اینجلز سے لے کر ۳ جنوری کو پاکستان پہنچا۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخِ احمدیت نے بیت المبارک کے شرقی حصہ میں جنازہ پڑھایا۔ قبرستان نمبر ا میں تدفین مکمل ہونے پر محترم صوفی خدا بخش صاحب زیروی نے دعا کروائی۔ ان کے والد جو خاکسار کے بڑے بھائی ہیں عرصہ دو ماہ سے فرینکفورٹ کے ایک ہسپتال میں صاحبِ فراش ہیں ان کے لئے اور دیگر پسماندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز جانے والے عزیز کی بلندیٔ درجات کے لئے بھی دعا کریں۔

○ محترمہ منظورہ فاطمہ صاحبہ بنت چوہدری عبدالغنی صاحب چک سدیو ضلع سیالکوٹ بقضائے الٰہی ۱۴ دسمبر ۹۲ء بوقت صبح ۳ بجے وفات پاگئی ہیں۔ (ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں) آپ موصیہ تھیں جنازہ محترم محمد ابراہیم صاحب نے دارالضیافت میں پڑھایا اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی جسکے بعد مکرم مظفر احمد صاحب نے دعا کرائی۔

○ مکرم محمد اسحاق صاحب نثار آف گنج مغلپورہ لاہور مورخہ ۲۷ دسمبر ۹۲ء بوقت چھ بجے شام وفات پاگئے۔ آپ محترم محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کا جنازہ مغلپورہ میں پڑھا گیا بعدہٗ آپ کی میت کو ربوہ لایا گیا۔ جہاں آپ کو قبرستان عام میں سپردِ خاک کیا گیا۔

○ محترمہ حلیمہ پروین صاحبہ اہلیہ محترم ایم ستار محمد صاحب مورخہ ۲۳ دسمبر ۹۲ء کو بقضائے الٰہی والڈشٹ جرمنی میں وفات پاگئیں۔ (خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) آپ محترم رشید احمد صاحب زیروی واقفِ زندگی کی خوشدامن تھیں۔ موصیہ تھیں۔ بہت ہی ملنسار اور نیک صالحہ تھیں۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں

غیر مُعَیَّنہ نہیں بلکہ غیر مُعیّنہ
کما حُقہٗ نہیں بلکہ کما حقّہٗ

یہ دونوں الفاظ ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے غلط تلفظ کے ساتھ پیش کئے۔ اس لئے ان کا درست تلفظ لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ (ادارہ)

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۵۰ میں غلام احمد ولد منظور احمد صاحب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۲۳۳ گ ب ڈ۔ا ۲۳۳ گ ب ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷-۱-۹۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۵ مرلہ واقع ۴۰ گ ب مالیتی ...... ۵۵۰۰ روپے (۲) دکان برقبہ ۳/۴ ۳ مرلہ ...... حصہ دار ۴ عدد مالیتی ...... ۲۰۰۰ روپے (۳) زرعی زمین دو ۲ ایکڑ ایک کنال ۴ مرلہ سیم زدہ مالیتی ...... ۱۱۷۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۷۲۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ العبد- غلام احمد ولد منظور احمد چک نمبر ۲۳۳ گ ب ڈ۔ا نمبر ۲۳۳ گ ب ضلع فیصل آباد گواہ شد نمبر ۱- عبدالغنی صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۴۰ گ ب ضلع فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر ۲ رشید احمد سیکرٹری مال چک نمبر ۴۰ گ ب ضلع فیصل آباد۔

باتصویر احمدی جنتری ۱۹۹۳
مرتب - شیخ عبدالماجد
ضخامت ۶۰ صفحات - قیمت ۱۰/-
جمعہ کے روز اپنے بیت الذکر کے بک سٹال سے یا شیخ عبدالماجد - احمد شاہ سٹریٹ - پنج پیر روڈ - مزنگ - لاہور

ایک چھوٹی سی بات

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد لکھتے ہیں:

الفضل ۶ جنوری کا صفحہ ۵ بین المملکتی حالات۔ واقعات۔ شخصیات کے عنوان سے نون سین کی طرف منسوب ہے۔ اس میں ایک ذیلی عنوان "دودھ کے ڈبے" ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کا عنوان کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

(آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ یہی عنوان ۹ جنوری کو بھی لگا ہے اور وہاں عنوان متن کے مطابق ہے جس کارکن سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس نے تین دن بعد لگنے والی خبر کا عنوان کسی اور متن پر لگا دیا اس کی طرف سے میں معذرت طلب ہوں۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہر جگہ کی طرح اخبارات میں بھی تقسیم کار ہوتی ہے۔ ن - س)

بقیہ: صفحہ ۳

اس وقت یوگوسلاویہ کمیونسٹ تھا۔ اور کہا نہیں جا سکتا کہ اس وقت کی مردم شماری کس حد تک صحیح حالات پیش کرتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سکیم پوری طرح مکمل تو نہیں لیکن اسے منظور کر لینا چاہئے تاکہ آہستہ آہستہ اس کو بہتر بنایا جا سکے۔ سرب ریپبلک الگ قائم ہو سکتی ہے لیکن بہرحال جن لوگوں سے معاملات طے کئے جارہے ہیں اگر وہی اسے تسلیم نہ کریں تو ان پر مزید ظلم ڈھانے والی بات ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ میں لوڈشیڈنگ کے نئے اوقات

واپڈا کی اطلاع کے مطابق ربوہ میں لوڈشیڈنگ کے اوقات تا اطلاع ثانی مندرجہ ذیل ہوں گے۔

صبح: سات بجے تا ساڑھے سات بجے

نو بجے تا ۱۰ بجے

شام: پانچ بجے تا ساڑھے پانچ بجے

رات: دس بجے تا ۱۱ بجے

○ تنظیم آزادی فلسطین نے اسرائیل سے قیام امن کی ہر قسم کی گفتگو بند کر دی ہے اور کہا ہے کہ جب تک اسرائیل ان ۴۱۵ افراد کو واپس غازہ پٹی اور مغربی کنارہ نہیں لائے گا۔ اس وقت تک اس کے ساتھ کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی لیکن اس کے بالمقابل شام نے کہا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ بعض معاملات پر گفتگو کرنا عربوں کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ ہر قسم کی گفتگو بند کر دی جائے۔

○ بھارت نے اس بات کو مسترد کر دیا ہے کہ سارک کے چارٹر میں کسی قسم کی تبدیلی کر کے بین المملکتی مسائل پر گفتگو کرنے کے مواقع پیدا کئے جائیں یہ بات وزیر مملکت برائے امور خارجہ مسٹر آر۔ آئی بھاٹیہ نے نیپال کے وزیر اعظم سے گفت و شنید کرتے ہوئے کہی۔ مسٹر بھاٹیہ نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ کا اس سلسلے میں ایک خط سارک کے سیکرٹری کے حوالے کر دیا ہے جس میں وزیر اعظم موصوف نے ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جن کی بناء پر وہ چارٹر میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے۔

○ ایک اخباری خبر کے مطابق سرحد میں اسلامی تحریکوں سے وابستہ ارکان کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ جماعت اسلامی کے وفد کو افغانستان جانے سے روک دیا گیا ہے اور قاضی حسین احمد کو افغانستان جانے پر بھی پولیٹیکل حکام کی جواب طلبی کی گئی ہے۔ افغان جہاد میں شرکت کے لئے آنے والوں کی فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں۔

○ بمبئی میں جاری مسلم کش فسادات میں ۵۰۰ سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا نے کہا ہے کہ پولیس کی طرف سے کم ہلاکتوں کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ اور کہ اس سلسلے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔

○ نیٹو کمانڈر نے کہا ہے کہ صدام حسین ایک دفعہ پھر مغرب کے صبر کے پیمانے کو لبریز کر رہے ہیں۔ جبکہ عراقی سفیر ہمدون نے کہا ہے کہ عراق اقوام متحدہ سے مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہے اور اس پیشکش کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ بحران کا حل تلاش کیا جائے۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ بے نظیر کا سیاسی کمیٹی کا سربراہ کے طور پر انتخاب وزیر اعظم کی طرف سے اپوزیشن سے مفاہمت کی بڑی اور اہم کوشش ہے۔ حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان در پردہ سمجھوتے ہو چکے ہیں۔ وائس آف امریکہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ آصف زرداری کی رہائی کا بھی اصولی فیصلہ ہو چکا ہے حکومت نے مقدمات واپس نہ بھی لئے تو کم از کم ضمانت پر رہائی کی مخالفت نہیں کی جائے گی۔

○ بمبئی میں حکومت کے خلاف زبردست مظاہرہ ہوا ہے۔ اور اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ شہر میں مارشل لاء لگایا جائے۔ شہری برائے امن کمیٹی نے کہا ہے کہ سول انتظامیہ امن و امان کی بحالی میں پوری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ بیرون ملک پاکستانیوں کی طرف سے بھیجی جانے والی رقوم میں ۲۰ فیصد کمی ہو گئی ہے۔ ۹۱-۹۰ء میں ایک ارب ۸۰ کروڑ ڈالر بھجوائے گئے تھے جبکہ ۹۲-۹۱ء میں ایک ارب ۴۶ کروڑ ڈالر کی رقم پاکستان بھجوائی گئی۔

○ سندھ میں حزب اختلاف نے مطالبہ کیا ہے کہ بعض مسائل پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے۔ پی۔ ڈی۔ اے جنوبی اتحاد کے ۳۰ اراکین نے یہ مطالبہ کیا ہے۔

○ اقوام متحدہ نے ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو کشمیر کے متعلق جو قرارداد پاس کی تھی اور جس میں کشمیر میں ریفرنڈم کروانے کا ذکر تھا اس کی یاد مناتے ہوئے گذشتہ روز جموں کشمیر کے لوگوں نے جو اس وقت سیالکوٹ کے ضلع میں رہتے ہیں حق خود ارادیت کا دن منایا۔

○ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے عراق کے اس علاقے پر ہوائی حملہ کر دیا ہے جہاں اس نے میزائل نصب کئے تھے۔ ترکی نے کہا ہے کہ ترکی سے جنگی جہاز اڑ کر نہیں گئے اردن نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جنگ کی بجائے گفت و شنید سے معاملہ طے کیا جانا چاہیئے۔ خلیج کی عرب ریاستوں نے بھی اپنے فوری تاثر کا اظہار کیا ہے امریکہ نے کہا ہے کہ اگر عراق نے کویت میں داخلہ نہ روکا تو اس پر مزید حملے کئے جائیں گے۔ صدر صدام نے کہا ہے کہ ہم ہر طرح جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان حملوں کے باوجود بغداد میں کاروبار زندگی بالکل معمول پر رہا۔ لوگوں نے پہلے ہی کی طرح خرید و فروخت کی اور بازاروں میں خاصی گہما گہمی نظر آئی۔

○ برطانیہ میں پریس کے خلاف شکایات کے کمیشن کے چیئرمین نے انکشاف کیا ہے کہ لیڈی ڈیانا نے اپنی ازدواجی ناچاقی کی تشہیر کے لئے اخبارات کو استعمال کیا اور جان میجر ان کے اس طرز عمل سے واقف تھے۔

○ مسٹر محمد صدیق کانجو نے کہا ہے کہ بھارت نے مسئلہ کشمیر پر مثبت مذاکرات سے انکار کر دیا ہے۔ گذشتہ چند ماہ کے دوران بھارت میں ہونے والے منفی اقدامات کے باعث پاک بھارت تعلقات کی فضاء خراب ہوتی ہے۔ مشرقی پنجاب کی تحریک میں پاکستان کو ملوث کرنے کے دو پاکستانیوں کا سفاکانہ قتل کیا گیا ہے۔ پاکستانی ہائی کمیشن کے اہلکار کو اغوا کیا گیا اور اس پر تشدد کیا گیا۔ سانحہ بابری مسجد اور بھارت کا دورہ کرنے والے پاکستانیوں سے بدسلوکی نے تعلقات کو خراب کر دیا ہے۔

○ سابق مشرقی جرمنی کے رہنما ہونیکر کے خلاف مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ اب ان کا مقدمہ ختم کر دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہونیکر سرطان کے مریض اور قریب المرگ ہیں۔ وہاں کی سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ انہیں زیر حراست رکھنا انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

○ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی لیڈر نے کہا ہے کہ پارلیمانی نظام کے لئے ہم نے اختلافات سے بالا ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جرمن ہومیو پیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز۔ پوٹینسیاں، اور بایو کیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱، ۶۰۶

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں

ہر قسم ڈش انٹینا

خریدنے کے لئے

نیو محمود ٹیلیویژن ۲۱۔ ہال روڈ لاہور فون ۳۵۵۴۲۲، ۲۲۶۵۰۸

پتہ

جوب مفید اٹھرا ۱۵ گرام ۱۶/- ۶۰ گرام ۴۸/-

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/- روپے

زد جام عشق خاص ۴۸۰/- روپے

روشن کاجل ۵/- روپے

تریاق معدہ ۱۰/- روپے ۲۰/- روپے

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ